

احکام شرعیہ

میں

حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی امینی

رہنمائی سے استفادہ کی راہ میں چند دشواریاں

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت کے لئے جس قسم کی رہنمائی ملتی ہے اس کی تفصیلات سے پہلے چند دشواریوں کی نشاندہی ضروری ہے جو رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی راہ میں حائل ہیں۔

۱۔ مذہب کی نمائندگی جس انداز سے ہو رہی ہے اس میں بڑی حد تک فکر و عمل کی وہی خصوصیتیں موجود ہیں جو دور زوال کی یادگار ہیں اور جن کو زمانی تبدیلیوں نے پائمال بنادیا ہے۔ چنانچہ اس امر پر سب کو اتفاق ہے کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے لیکن ان شعبوں کی تعبیر و تفسیر میں اب تک دور و زمانہ کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

بلاشبہ بعض ذہین اور طباع حضرات کی قلمی جولانیاں مسلم اور قابل قدر ہیں لیکن ان جولانیوں کا دائرہ کار عقائد و عبادات سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اسی طرح بعض اجتماعی اور معاشرتی مسائل میں شاذ و نادر انفرادی رایوں سے بھی انکار نہیں ہے لیکن سواد اعظم کی بارگاہ سے سند قبولیت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ راہیں معاشرہ پر اثر انداز نہیں ہو سکی ہیں بلکہ صاحب رائے خود مورد الزام قرار پایا ہے۔

۲۔ ہر سمجھدار آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ بہت سے ملکی تنظیمی اور معاشرتی قوانین حالات و زمانہ کی رعایت کئے بغیر اپنی افادیت نہیں برقرار رکھتے ہیں لیکن یہ ”تسلیم کرنا“ صرف زبانی ہے - عملاً اب تک کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جا سکا ہے -

۳۔ موجودہ ترقیات اور بدلے ہوئے حالات سے سب مرعوب و متاثر ہیں لیکن مرعوبیت اور تاثر کا رد عمل دو مختلف طریقوں سے ظاہر ہو رہا ہے -

ایک طبقہ حدود و قیود کو نظر انداز کر کے سب کچھ قبول کرنے میں خوش ہے - اور دوسرا ماتم کرنے اور گریز و فرار کی راہ اختیار کرنے میں مگن ہے - مضطرب وغیر مطمئن نہ یہ طبقہ ہے اور نہ وہ ہے - پھر عدل و اعتدال کی ضرورت کس کو پیش آئے ؟ اور اس کی راہیں کیونکر کھلیں ؟

۴۔ عدل و اعتدال کی توقع متوسط طبقہ سے ہوسکتی تھی لیکن اس سلسلہ میں متوسط طبقہ کا عملاً وجود نہیں ہے - بعض حضرات کی خواہشیں یقیناً قابل قدر ہیں - لیکن صرف خواہشیں ہیں جو معمولی آزمائش کے وقت نہایت نیک نامی کے ساتھ دب سکتی ہیں - اور پھر چند دنوں کے لئے ابھر سکتی ہیں - ان خواہشات کو بروئے کار لانے کے لئے کوئی موثر طاقت ہے اور نہ بے چین کردینے والا احساس -

۵۔ یہ کام جرات و ہمت اور کھلے دماغ کے ساتھ براہ راست غور و فکر کے بغیر نہیں انجام پاسکتا ہے لیکن مذہب کے نام پر مختلف برادریاں اور گروہی تعلقات کی جکڑ بندیاں کچھ اس طرح گرفت میں لئے ہوئے ہیں کہ ان سے صرف نظر کر کے جرات و ہمت کے مظاہرہ کی توقع بے سود ہے اور ان کو ساتھ لے کر کھلے دماغ کے ساتھ کسی فیصلہ کی امید بیکار ہے -

ان حالات میں رہنمائی کی تفصیلات پر گفتگو محض ”معدرة“ الی ربکم“ ہی ہو سکتی ہے یا اس امید پر کہ مستقبل میں طوفان کی شدت قلب و دماغ کی لہروں میں ارتعاش پیدا کر دے اور پھر حفاظت کیلئے سفینہ کی تیاری پر مجبور ہونا پڑے۔

ذیل میں ترتیب وار قرآن و سنت 'صحابہ کی زندگی اور فقہاء' کے کارناموں سے رہنمائی کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں ۔

قرآن حکیم کے طریق نزول سے استدلال

(۱) قرآنی احکام دفعہً نہیں نازل ہوئے ہیں بلکہ ۲۳ سال کی مدت میں بتدریج ان کا نزول ہوا ہے جس سے ایک طرف احکام شرعیہ میں حالات کی رعایت کا ثبوت ملتا ہے اور دوسری طرف اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ شریعت سازی کی اصل بنیاد معاشرہ ہے ۔

(۲) احکام کے نزول میں ضرورت، مصلحت اور مناسبت کا لحاظ کیا گیا ہے۔ جیسی ضرورتیں پیش آتی رہیں اور جس قسم کے مصالح کی رعایت ناگزیر ہوئی اس کی مناسبت سے احکام کا نزول ہوتا رہا ہے جس سے مذہب اور زندگی میں باہمی ربط کا ثبوت ملتا ہے نیز یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معاشرتی ماحول و مصالح عمارت تعمیر کرنے کے سامان ہیں ۔

طریق نفاذ سے استدلال

(۳) احکام کے نفاذ میں حالات و زمانہ کی رعایت ضروری قرار دی گئی اور اصول نسخ کے ذریعہ و محل کے تعین کی اجازت دی گئی جو اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ جب احوال و مصالح باقی نہ رہیں گے تو ان سے بنی ہوئی عمارت بھی ختم ہو جائے گی ۔

جیسا کہ علامہ آمدی نے نسخ شرعی کی بحث میں کہا ہے ۔

”جب زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا جواز معلوم

ہو گیا تو یہ بات مستمع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس

کی مصلحت سمجھ کر کسی زمانہ میں کسی فعل کا حکم دے

اور جب مصلحت بدل جائے تو اس سے منع کر دے جس طرح

طیب کسی زمانہ میں کسی دوا کا حکم دیتا ہے اور پھر جب

اختلاف مزاج کے وقت مصلحت بدل جاتی ہے تو اس دوا کے

استعمال سے روک دیتا ہے “ ۔ (۱)

پھر کچھ تفصیل کے بعد ہے :

”اگر زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا معاملہ نہ ہوتا تو احکام میں اختلاف کی صورتیں نہ پیدا ہوتیں اور جب زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا جواز موجود ہے تو نسخ کے محتج ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔“ (۲)

قاضی بیضاوی کہتے ہیں :

”جواز نسخ اس لئے کہ اللہ نے محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کے نفوس کی تکمیل اور ان کے مصالح کے اصول کے لئے آیتیں نازل کیں اور احکام مقرر کئے ہیں اور مذکورہ امور زمانہ اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ بالخصوص معاش کے اسباب و ذرائع جو ایک زمانہ میں نافع ہوتے ہیں وہ دوسرے میں مضر ہو جاتے ہیں۔“ (۳)

نسخ شرعی کی توجیہ

جمہور مفسرین نے نسخ کی توجیہ میں نہایت نفیس اور دور رس بات کہی ہے، چنانچہ تفسیر المنار میں ہے -

”جمہور مفسرین نے نسخ کی توجیہ میں کہا ہے کہ فی نفسہ نسخ آیت کے کوئی معنی نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے کیونکہ احکام زمان و مکان اور حالات کے اختلاف سے بدلتے رہتے ہیں۔ جب کوئی حکم ایک وقت میں شدید حاجت کی بنا پر ہے اور وہ حاجت دوسرے وقت میں باقی نہ رہی تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حکم منسوخ ہو جائے۔ اور اس کی جگہ دوسرا حکم دوسرے وقت کے مناسب آجائے۔ یہ دوسرا حکم فائدہ کے لحاظ سے پہلے سے بہتر یا اس جیسا ہوگا۔ کیونکہ اب اسی کے ذریعہ مصلحت کا قیام ہوگا۔“ (۴)

موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ہے

اس قاعدہ کے لحاظ سے آخری شریعت کے جن احکام میں حالات و زمانہ کی رعایت ناگزیر ہوگی ان پر حقیقی نسخ کا اطلاق درست نہ ہوگا کیوں کہ روح اور مقصد کے ساتھ اصل حکم ہمیشہ برقرار رہے گا۔ اس میں تبدیلی کبھی نہ ہوگی۔

تبدیلی صرف شکل و صورت میں ہوتی رہے گی جس کے لئے نسخ کے بجائے ہماری زبان میں موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ہے اور اس کے لئے احکام منصوبہ و غیر منصوبہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ جیسا کہ فقہ میں ہے۔

”ہر حکم شرعی ”نسخ“ کو قبول کرنے والا ہے، معتزلہ

کا اس میں اختلاف ہے۔“ (۵)

موقع و محل کی تعیین ہی سے مذہب و زندگی کا رشتہ باقی رہتا ہے

انفرادی و اجتماعی زندگی کے حالات مختلف ہوتے ہیں، ان کے لحاظ سے احکام شرعیہ کے موقع و محل کے تعیین کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اگر اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تعیین نہ کی جاتی رہی تو اکثر حالات میں بیشتر احکام ناممکن العمل قرار پائیں گے یا ان کا کوئی محل نہ باقی رہے گا۔ اور بالآخر مذہب و زندگی کا رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ فقہ کی اس عبارت سے وضاحت ہوتی ہے۔

”تم دیکھتے ہو کہ ایک شے سے اس حالت میں روک دیا جاتا ہے۔ جبکہ کوئی مصلحت نہ ہو۔ لیکن جب مصلحت ہو تو وہ شے جائز ہو جاتی ہے۔ مثلاً درہم درہم کے عوض مدت متعینہ تک خرید و فروخت میں ناجائز ہے۔ اور قرض میں جائز ہے۔ اسی طرح تازہ کھجور کو خشک کھجور کے عوض بیچنا ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور سود دونوں

— ۲۷۷ —

پائے جانے ہیں لیکن جب اس میں راجع مصلحت پائی جائے
تو جائز ہے جیسا کہ عرایا کے پھلوں میں ہوتا ہے۔ تا کہ
خلق خدا کے لئے وسعت ہو۔ (۶)

عرایا کی صورت یہ تھی :

ایک شخص پھل کھانے کے لئے کسی کو عاریۃً کھجور کا درخت دیتا
تھا پھر انتفاع کی شکلوں میں دشواری کی وجہ سے درخت کو واپس لے لیتا اور
اس کے عوض اندازہ کر کے خشک کھجور دے دیتا تھا ۔ *

محمود بن لبیدرضہ کہتے ہیں کہ میں نے زید سے پوچھا ”یہ عرایا کیا ہیں؟“
تو زید نے انصار کے چند ضرورت مندوں کا نام لیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے شکایت کی کہ موسم میں تازہ پھل آتا ہے اور نقدی نہ ہونے کی
وجہ سے ہم لوگ محروم رہتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تمہارے پاس جو خشک کھجوریں موجود رہتی ہیں ان کے عوض ”عرایا“
خرید لیا کرو اس طرح تازہ پھلوں سے محرومی نہ رہے گی ۔ †

ایک واقعہ سے تعین کی اہمیت کا اندازہ

احکام شرعیہ میں موقع و محل کی تعین کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل واقعہ
سے ہوتا ہے :

ایک مرتبہ صاحبزادہ عبدالملک نے احکام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے
ہوئے کہا :

”آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ احکام نافذ نہیں کرتے ہیں ۔ خدا
کی قسم اگر حق کے معاملہ میں ہانڈیوں کو ابال آجائے جب بھی
میں اس کی پروا نہیں کرتا ہوں“۔ (۷)

* حاشیہ ہدایہ (ص ۳۷)

† المقنع، ج ۳، ص ۷۰۔

جواب میں حضرت عمر رض بن عبدالعزیز نے فرمایا :

”بیٹے جلدی نہ کرو، اللہ نے قرآن حکیم میں دو مرتبہ شراب کی برائی بیان کی اور تیسری مرتبہ اس کو حرام کیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر ”حق“ لوگوں پر دفعتاً مسلط کردوں تو وہ اس کو دفعتاً اتار پھینکیں گے اور اس سے مستقل فتنہ ہوگا“۔ (۸)

احکام کے انداز بیان سے استدلال

قرآن حکیم نے احکام کے بیان کا جو انداز اختیار کیا ہے اس سے بھی حالات و زمانہ کی رعایت کا ثبوت ملتا ہے۔

مثلاً بعض احکام میں صرف مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور ان کی شکل و صورت نہیں متعین کی گئی ہے اور بعض میں صرف حدود اربعہ ذکر کئے گئے ہیں۔ اور شکل و صورت سے بحث نہیں ہے اسی طرح بہت سے احکام میں اصولی اور عمومی انداز کی گفتگو ہے اور جزئیات کی تشریح نہیں ہے۔ اور بعض جگہ جزئیات کی تشریح کے باوجود بھی موقع و محل کی تعین کی اجازت دی گئی ہے، فقہاء نے اسی صورت حال کو دیکھ کر کہا ہے :

”اللہ نے بعض وہ احکام نازل فرمائے ہیں جن میں ہر زمان و مکان کی صلاحیت موجود ہے اور بعض وہ قواعد عامہ نازل کئے جن کے ذریعہ لوگوں کے ظروف، ان کے احوال اور مواقع کی مطابقت ممکن ہے“۔ (۹)۔

ایک اور موقع پر ہے :-

”یہ بات ضروری ہے کہ ایسی نئی نئی صورتیں پیش آئیں جن کا حکم صراحتہ موجود ہو اور نہ پہلے لوگوں نے اجتہاد کیا ہو۔ ایسی حالت میں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ من مانی کاروائی کریں یا اجتہاد شرعی کے بجائے محض اٹکل کے تیر چلائیں تو یہ سب فساد اور ہلاکت ہے“۔ (۱۰)۔

تکمیل ہدایت و جامعیت کا مطالب

اس صورت حال سے نہ تکمیل ہدایت پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ قرآن حکیم کی جامعیت پر کسی قسم کی زد پڑتی ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو جامعیت اور تکمیل کی یہی صورت ممکن ہو سکتی ہے نہ وہ جس کی نمائندگی عام طور پر ہو رہی ہے۔ اور نتیجۃ الہی شریعت ایک خاص دور اور زمانہ میں محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

”قرآن اپنے اختصار کے باوجود جامع ہے اور جامع اسی صورت میں ہے کہ اس میں امور کلیہ کا بیان ہے۔ کیوں کہ شریعت اس کے نزول کے اختتام کے ساتھ مکمل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم“۔ (۱۱) دوسری جگہ ہے:

”عقائد کے قواعد اور شرائع کے اصول بیان ہوئے ہیں اور اجتہاد کے قوانین کی نشاندہی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہر خبری واقعہ و حادثہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے۔“ (۱۲)

مالیاتی تنظیم و تقسیم کی کوئی شکل متعین نہیں ہے

قرآن حکیم کے انداز بیان سے احکام میں حالات و زمانہ کی رعایت کی چند مثالیں یہ ہیں:

(۱) مالیات کی تنظیم و تقسیم:

قرآن حکیم نے اس کی کوئی خاص شکل و صورت متعین نہیں کی ہے صرف مقصد پر زور دیا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو رزق حلال میسر ہو اور بدلے ہوئے حالات کے مطابق عدل و انصاف کے ساتھ اس کی حاجتیں پوری ہوتی رہیں۔

انفرادی و اجتماعی ملکیت کی بحث چونکہ طریق کار سے متعلق تھی جس میں حالات و زمانہ کی رعایت ناگزیر ہے اس بنیاد پر اس بحث کو کوئی اہمیت

نہیں دی بلکہ امانت و نیاہت کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے اس بحث کو ختم کر دیا ہے کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان کو ماری چیزیں نائب ہونے کی حیثیت سے بطور امانت استعمال کے لئے دی گئی ہیں ۔

عمومی انداز کی چند آیتیں

اس سلسلے کی چند آیتیں عمومی انداز کی یہ ہیں :

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا (۵۷/۴)

بیشک اللہ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اس کے اہل تک پہنچادو۔ (۱۳)

آیت میں ”امانات“ سے تمام حقوق واجبہ اور ہمہ قسم کی ذمہ داریاں مراد ہیں ۔

”امانات۔ امانت کی جمع ہے جو تمام حقوق واجبہ کو عام ہے۔ خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ہوں“۔ (۱۳)

دوسری جگہ ہے

وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (۵۷-۷)

اور اس سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں خلیفہ بنایا ہے ۔ تنظیم و تقسیم کے بعض احکام ذکر کرنے کے بعد ہے :

کی لایکون دولة بیہ الاغنیاء منکم (۵۹-۷)

تاکہ دولت تم میں مالداروں کے درمیان سمٹ کر نہ رہ جائے ۔ خرچ کے بارے میں ایک موقعہ پر سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے :

قل العفو (۲۱۹-۹)

آپ کہہ دیجئے جو ضرورت سے فاضل ہو سب خرچ کرو ۔

دوسرے موقعہ پر یہ جواب مذکور ہے :

قل ما انفقتم من خیر فلولوالدین والاقربین والیتیمی والمساکین

(۲۱۵-۲)

واہن السبیل

”آپ کہہ دیجئے جو بھی تم اپنے مال سے نکال سکنے ہو نکالو تو

اس کے مستحق تمہارے ماں باپ، عزیز و اقرباء، یتیم، مسکین اور

مسافر ہیں۔“

جواب کا اختلاف معاشرتی ضرورت کے لحاظ سے تقسیم کے حدود میں فرق کو ظاہر کرتا ہے اور ”العفو“ سے تو اس حد تک ثبوت ملتا ہے کہ حالات کے دباؤ کے وقت ضرورت سے فاضل اموال میں کوئی حق نہیں ہے۔

ان آیتوں کے علاوہ بہت سے مقامات پر خرچ کرنے کی تاکید ہے۔ اور مستحقین کی تفصیل ہے لیکن مقدار اور تقسیم کی نوعیت سے کوئی بحث نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کے احکام حالات و زمانہ کی رعایت سے بدلتے رہتے ہیں۔ (برہان - دہلی - مارچ ۱۹۶۵ء)

* * *

عربی حوالوں کی متن

۱۔ واذا عرف جواز اختلاف المصلحة باختلاف الازمان فلا یمنع

ان یا مر الله تعالى المكلف بالفعل فی زمان لعلہ بمصلحة فيه

كما یفعل الطیب بالمريض حیث یامرہ باستعمال دواعٍ فی بعض

الازمنة وینہاہ عنه فی زمن آخر بسبب اختلاف مصلحته عند

اختلاف مزاجہ ،، (احکام الاحکام ج ۳، ص ۱۶۶)

۲۔ ولولا اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لماکان کذاک

ومع جواز اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لا یکون

النسخ ممتنعاً - (ایضاً)

٣ - وذلك لان الاحكام شرعت والايات نزلت لمصالح العباد وتكميل نفوسهم فضلا من الله ورحمة وذلك يختلف باختلاف الاعصار والاشخاص كأسباب المعاش فان النافع في عصر واحد يضر في غيره (بيضاوى ص ٩٨)

٤ - قالوا في توجيهه انه لا معنى لنسخ الاية في ذاتها ولا حاجة اليه وانما الاحكام يختلف باختلاف الزمان والمكان والاحوال فاذا شرع حكم في وقت لشدة الحاجة اليه ثم زالت الحاجة في وقت آخر فمن الحكمة ان ينسخ الحكم ويبدل بما يوافق الوقت الاخر فيكون خيراً من الاول او مثله في فائدته من حيث قيام المصلحة به (ص ١١٤)

٥ - ما من حكم شرعى الا وهو قابل للنسخ خلافا للمعتزلة (المستصفى ص ١٢٢)

٦ - فترى الشئ الواحد يمنع في حال لا تكون فيه مصلحة فاذا كان فيه مصلحة جاز كالدرهم بالدرهم الى اجل يمنع في المبايعه ويجوز في القرض وبيع الرطب باليابس يمنع حيث يكون مجرد غرر وربا من غير مصلحة ويجوز اذا كان فيه مصلحة راجحة كما في ثمر العرايا تو سعة على الخلق (الموافقات وحاشيته ج ٢ ص ٣٠٥)

٧ - ما لك لا تنفذ الامور، فوالله ما ابالي لو ان القدور غلت ببى وبك في الحق (ايضاً ص ٩٢)

٨ - لاتجعل يا بنى فان الله ذم الخمر فى القرآن مرتين وحرمها فى
الثالثة وانى اخاف ان احمل الحق على الناس جملة فيدفعوه جملة
من ذا وثنة (ايضاً)

٩ - ان الله انزل من الاحكام ما يصلح لكل زمان و مكان فمنها
ما نص عليه نصاً صريحاً ومنها قواعد عامة يمكن تطبيقها
حسب ظروف الناس و احوالهم وهى ٣٣

—الفقه على المذاهب الاربعة (مقدمه ثانيه ص ١٢)

١٠ - فلا بد من حدوث وقائع لا تكون منصوصاً على حكمها ولا
يوجد للاولين فيها اجتهاد وعند ذلك واما ان يترك الناس
فيها مع اهوائهم اينظر فيها بغير اجتهاد شرعى وهو
ايضاً اتباع و ذلك كله فساد (الموافقات ج ٤ ص ١٠٢)

١١ - فالقرآن على اختصاره جامع ولا يكون جامعاً الا المجموع
فيه امور كليات لان الشريعة بتمام نزوله لقوله تعالى
اكملت لكم دينكم (ايضاً ص ٣٦٢)

١٢ - هو التنصيص على قواعد العقائد والتوقيف على اصول الشرع
و قوانين الاجتهاد لا ادراج حكم كل حادثة فى القرآن
(التلويح ص ٥٠)

١٣ - ان الامانات جمع امانة يعم الحقوق المتعلقة بخدماتهم من
حقوق الله تعالى وحقوق العباد (اسلام كا زرعى نظام ص ٢٩٢)